ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ
گلشن اقبال • گلستانِ جوہر کراچی پاکستان

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسب ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

به فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
به اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

شیخ المشائخ محی السنہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

کتاب کانام : ولی اللہ بنانے والے چار اعمال
از افادات : عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اشاعت : ۶/ ذوالقعدۃ ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۲/ اگست ۲۰۱۵ء بروز ہفتہ
ناشر : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

پوسٹ بکس : 11182 رابطہ: 92.21.34972080+ اور 92.316.7771051+
ای میل : khanqah.ashrafia@gmail.com

قارئین و محبین سے گزارش

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال کے لیے مبشّرات ٦
ولی اللہ بنانے والے چار اعمال ٨
۱) ایک مٹھی داڑھی رکھنا................................ ۹
۲) ٹخنے کھلے رکھنا یعنی پاجامہ شلوار وغیرہ سے ٹخنوں کو نہ ڈھانپنا...... ۱۱
۱) شرعی پردہ.. ۱۵
۲) شوہر کے حقوق کا خیال رکھنا.............................. ۱۸
مزید مشورہ ۲۱
۳) نگاہوں کی حفاظت کرنا................................. ۲۲
۴) قلب کی حفاظت کرنا................................. ۲۹
مذکورہ بالا اعمال پر توفیق کے لیے چار تسبیحات ۳۱
۱) ایک تسبیح یعنی (۱۰۰) بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھیں......... ۳۱
۲) ایک تسبیح یعنی (۱۰۰) بار اَللّٰہ اَللّٰہ پڑھیں ۳۲
۳) ایک تسبیح یعنی (۱۰۰) بار استغفار کی پڑھیں ۳۳

۱) توفیقِ طاعت ۳۴
۲) فراخیٔ معیشت ۳۴
۳) بے حساب مغفرت ۳۵
۴) دخولِ جنت ۳۵
۴) دُرود شریف کی ایک تسبیح یعنی (۱۰۰) بار :.......... ۳۶
دو مراقبے۔۔۔۔ محافظِ ولایت ۳۹
مراقبہ نمبر ۱) مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللهِ.......... ۴۲
مراقبہ نمبر ۲) خود کو سب سے کمتر سمجھنے کا مراقبہ.......... ۴۸
آنکھیں تو ذرا کھول.. ۵۰
اِصلاحِ نفس کا آسان ترین نسخہ ۵۱
قرآنِ پاک صحیح پڑھنے کا اہتمام.. ۶۳
رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا.. ۶۴
اذان و اقامت کا مسنون طریقہ.. ۶۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال کے لیے مبشّرات

۱) عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب ادام اللہ ظلہم کے ایک خادم نے خواب دیکھا کہ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کی چھت پر اعلان ہورہاہے کہ مسجدِ اشرف میں چار اعمال پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہورہاہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک پوری خانقاہ میں آرہی تھی۔

۲) ایک صاحب نے خواب میں دیکھا کہ وہ روضہ مبارک میں داخل ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور دیکھا کہ ایک طرف مرشد مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم بھی مع احباب کے موجود ہیں اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی تشریف فرما ہیں۔

خواب دیکھنے والے کو کسی نے بتایا کہ ”ولی اللہ بنانے والے چار اعمال“ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے جس کے بعد حضرت یہ رسالہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی دکھا رہے ہیں۔

۳) حضرت والا کے ایک اور خادم نے خواب دیکھا کہ حضرت کے حجرے سے اوپر کی جانب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز آرہی ہے کہ اپنی پوری زندگی ان چار اعمال پر گزار لو تو ان شاء اللہ تعالیٰ کامیاب ہو جاؤ گے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

تعلیم فرمودہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

چار اعمال ایسے ہیں کہ جو ان پر عمل کرے گا مرنے سے پہلے ان شاء اللہ تعالیٰ ولی اللہ بن کر دنیا سے جائے گا اور ان کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ دین کے تمام احکام پر عمل کی توفیق ہوجائے گی کیوں کہ یہ احکام لوگوں کو مشکل معلوم ہوتے ہیں بوجہ نفس پر گراں ہونے کے، جو طالب علم پرچہ کے مشکل سوال حل کرلیتا ہے اُس کو آسان سوال حل کرنا مشکل نہیں ہوتا، پس نفس پر جبر کر کے اللہ کو خوش کرنے کے لیے جو مندرجہ ذیل اعمال کرے گا اس کو پورے دین پر عمل کرنا آسان ہوجائے گا اور وہ اللہ کا ولی ہوجائے گا:

۱) ایک مٹھی داڑھی رکھنا

بخاری شریف کی حدیث ہے:

خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللُّحٰى وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ اِبْنُ عُمَرَ اِذَا حَجَّ اَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ اَخَذَهٗ[۱]

ترجمہ: مشرکین کی مخالفت کرو، داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب حج یا عُمرہ کرتے تھے تو اپنی داڑھی کو اپنی مٹھی میں پکڑ لیتے تھے پس جو مٹھی سے زائد ہوتی تھی اس کو کاٹ دیتے تھے اور بُخاری شریف کی دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰى[۲]

---

۱ صحیح البخاری: ۲/۸۷۵ (۵۹۱۳)، باب تقلیم الاظفار، المکتبۃ المظہریۃ
۲ صحیح البخاری: ۲/۸۷۵ (۵۹۱۴)، باب اعفاء اللحی، المکتبۃ المظہریۃ

ترجمہ: مونچھوں کو خوب باریک کتراؤاور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔

پس ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے، جس طرح وتر کی نماز واجب ہے، عیدالفطر کی نماز واجب ہے، بقر عید کی نماز واجب ہے، اسی طرح ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے اور چاروں اماموں کا اس پر اجماع ہے، کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

اَمَّا اَخْذُ اللِّحْيَةِ وَهِيَ مَادُوْنَ الْقُبْضَةِ كَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ يُبِحْهُ اَحَدٌ[۳]

ترجمہ: داڑھی کا کترانا جبکہ وہ ایک مٹھی سے کم ہو جیسا کہ بعض اہلِ مغرب اور ہیجڑے لوگ کرتے ہیں کسی کے نزدیک جائز نہیں۔

حکیم الاُمّت مجدد الملّت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہشتی زیور جلد ۱۱، صفحہ ۱۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ داڑھی کا منڈانا یا ایک مٹھی سے کم کترانا دونوں حرام ہیں

۳؎ الدرالمختار: ۲/۴۱۸، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، دار الفکر، بیروت

اور داڑھی داڑھ سے ہے اس لیے ٹھوڑی کے نیچے سے بھی ایک مٹھی ہونی چاہیے اور چہرہ کے دائیں اور بائیں طرف سے بھی ایک مٹھی ہونا چاہیے یعنی تینوں طرف سے ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ بعض لوگ سامنے یعنی ٹھوڑی کے نیچے سے تو ایک مٹھی رکھ لیتے ہیں لیکن چہرہ کے دائیں اور بائیں طرف سے کترا دیتے ہیں، خوب سمجھ لیں کہ داڑھی تینوں طرف سے ایک مٹھی رکھنا واجب ہے، اگر ایک طرف سے بھی ایک مٹھی سے چاول برابر کم یعنی ذرا سی بھی کم ہو گی تو ایسا کرنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔

٢) ٹخنے کھلے رکھنا یعنی پاجامہ شلوار وغیرہ سے ٹخنوں کو نہ ڈھانپنا

مردوں کو ٹخنے ڈھانپنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔

بخاری شریف کی حدیث ہے:

مَآ اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِی النَّارِ[۲]

[۲] صحیح البخاری: ۸۶۱/۲ (۵۸۰۶)، باب ما اسفل من الکعبین فھو فی النار، المکتبۃ المظھریۃ

ترجمہ: ازار سے (پاجامہ، لنگی، شلوار، کرتا، عمامہ، چادر وغیرہ سے) ٹخنوں کا جو حصہ چھپے گا دوزخ میں جائے گا۔

معلوم ہوا کہ ٹخنے چھپانا کبیرہ گناہ ہے کیوں کہ صغیرہ گناہ پر دوزخ کی وعید نہیں آتی۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے **بذل المجھود شرح ابی داؤد** میں لکھا ہے کہ ازار سے مراد وہ لباس ہے جو اوپر سے آرہا ہے تہبند، لنگی، شلوار، پاجامہ، کرتا وغیرہ اس سے ٹخنے نہیں چھپنا چاہئیں۔ جو لباس نیچے سے آئے جیسے موزہ، اس سے ٹخنے چھپانا گناہ نہیں لہٰذا اگر ٹخنے چھپانے کو جی چاہتا ہے تو موزہ پہن لیں لیکن موزہ پہننے کی حالت میں بھی شلوار، تہبند، پاجامہ، چادر یا کرتا وغیرہ ٹخنوں سے نیچے رکھنا جائز نہیں بلکہ اس حالت میں بھی اوپر سے نیچے کی طرف آنے والے لباس کا ٹخنوں سے اوپر رہنا ہی واجب ہے اور ٹخنے دو حالتوں میں کھلے رہنا ضروری ہیں:

۱) جس وقت کھڑے ہوں ۲) جس وقت چل رہے ہوں

پس اگر بیٹھنے میں یا لیٹے ہوئے ٹخنہ ازار سے چھپ جائے تو کوئی گناہ

نہیں، بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ٹخنے صرف نماز میں کھلے ہونے چاہیں اس لیے جب مسجد میں آتے ہیں تو ٹخنے کھول لیتے ہیں۔ یہ سخت غلط فہمی ہے، خوب سمجھ لیں کہ ٹخنے کھولنا صرف نماز ہی میں ضروری نہیں بلکہ جب کھڑے ہوں یا چل رہے ہوں تو ٹخنے کھلے رکھنا ضروری ہے ورنہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوں گے۔

حضرت علامہ خلیل احمد صاحب سہانپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَهٰذَا فِيْ حَقِّ الرِّجَالِ دُوْنَ النِّسَآءِ[۵]

اور یہ حکم صرف مَردوں کے لیے ہے، عورتوں کو ٹخنے چھپانے کا حکم ہے۔

ایک صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

اِنِّی حَمِشُ السَّاقَیْنِ

کہ میری پنڈلیاں سوکھ گئی ہیں۔

---

۵ بذل المجهود:٦/٥٧،كتاب اللباس

مطلب یہ تھا کہ کیا اس بیماری کی وجہ سے میں ٹخنے ڈھانپ سکتا ہوں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ٹخنہ چھپانے کی اجازت نہیں دی اور فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُسْبِلَ[۶]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ٹخنہ چھپانے والے سے محبت نہیں کرتے۔

دوستو! غور کریں کہ ٹخنہ چھپا کر اللہ تعالیٰ کی محبت سے محروم ہو جانا کہاں کی عقل مندی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے جن کی چادر نیچے زمین پر گھسٹ رہی تھی فرمایا جو تازیانۂ محبت ہے کہ:

اَمَا لَکَ فِیَّ اُسْوَۃٌ[۷]

ترجمہ: کیا میرے طرزِ حیات میں تیرے لیے نمونہ نہیں ہے؟

پس محبّت کے لیے صرف زبانی دعوے کافی نہیں ہیں، محبت تو

---

۶ سنن ابن ماجہ:۳۹۰، باب موضع الازار این ھو، المکتبۃ الرحمانیۃ/فتح الباری:۱۰/۲۶۴، باب من جر ثوبہ من الخیلاء، بیروت

۷ فتح الباری للعسقلانی:۱۰/۲۶۴، باب من جر ثوبہ من الخیلاء، بیروت

محبوب کی اطاعت پر مجبور کرتی ہے۔

لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقاً لَاَطَعْتَهٗ

اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُّحِبُّ مُطِيْعٌ

یعنی اگر تو محبت میں صادق ہوتا تو محبوب کی اطاعت کرتا کیوں کہ عاشق جس سے محبت کرتا ہے اس کا مطیع و فرمان بردار ہوتا ہے پس محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اللہ و رسول کی نافرمانی نہ کریں، ان کے ہر حکم کو بجالائیں تو ہم محبت میں سچے ہیں۔

مندرجہ بالا دو اعمال تو مَردوں کے لیے ہیں۔ ان کے بجائے عورتیں مندرجہ ذیل دو اعمال کا اہتمام کریں تو ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کی ولیہ بن جائیں گی۔

۱) شرعی پردہ

آج کل ایک گناہ میں عام ابتلاء ہے اور وہ ہے شرعی پردہ نہ کرنا عوام تو کیا اکثر خواص بھی اس میں مبتلا ہیں کہ خاندان کے نامحرموں

سے پردہ کا اہتمام نہیں۔ عورتیں گھر سے باہر جاتی ہیں تو برقعہ اوڑھ کر جاتی ہیں لیکن نامحرم رشتہ داروں سے پردہ نہیں کرتیں حالاں کہ ان سے پردہ کرنا بھی شریعت کا حکم ہے بلکہ ان سے پردہ کا اہتمام زیادہ ضروری ہے کیوں کہ ان سے واسطہ زیادہ پڑتا ہے۔ لہٰذا خاندان کے نامحرموں سے زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

عورتوں کے لیے مندرجہ ذیل رشتہ دار نامحرم ہیں اس لیے ان سے پردہ کرنا ضروری ہے:

خالو، پھوپھا، چچازاد بھائی، تایازاد بھائی، پھوپھی زاد بھائی، خالہ زاد بھائی، ماموں زاد بھائی، بہنوئی، شوہر کے تمام مرد رشتہ دار علاوہ سسر، یہ سب نامحرم ہیں۔ عورتوں کو چاہیے کہ دیور اور جیٹھ سے پردہ کا خاص اہتمام کریں، ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا ہم دیور (یعنی شوہر کے بھائی) سے پردہ کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیور تو موت ہے موت [۸]، یعنی جس طرح موت زندگی کو ختم کر دیتی

۸ جامع الترمذی: ۲۲۰/۱، کتاب الرضاع، باب کراھیۃ الدخول علی المغیبات، ایچ ایم سعید

ہے اسی طرح دیور سے پردہ نہ کرنا دین کو تباہ کردے گا اس لیے دیور سے اس طرح ڈرنا چاہیے جیسے موت سے چوں کہ اس میں فتنہ زیادہ ہے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خاص تاکید اور تنبیہ فرمائی۔ اسی کو اکبر الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ

آج کل پردہ دری کا یہ نتیجہ نکلا
جس کو سمجھے تھے کہ بیٹا ہے بھتیجہ نکلا

شرعی پردہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کُنڈی لگا کر کمرے میں بند ہو کر بیٹھ جائیں بلکہ اگر گھر چھوٹا ہے تو اچھی طرح گھونگھٹ نکال کر کہ چہرہ بالکل نظر نہ آئے اور چادر سے بدن چھپا کر گھر کا کام کاج کرتی رہیں لیکن اگر گھر میں کوئی نہیں ہے تو نامحرم کے ساتھ تنہائی جائز نہیں اور بے ضرورت نامحرموں سے گفتگو نہ کریں۔ اگر کوئی ضروری بات کرنی ہو مثلاً سودا سلف منگوانا ہو تو پردہ سے آواز ذرا بھاری کر کے کہہ دیں اور ایک دسترخوان پر نامحرموں کے ساتھ کھانا نہ کھائیں یا تو اپنے اپنے شوہروں کے ساتھ کھائیں

یا عورتیں ایک ساتھ کھائیں مرد ایک ساتھ کھائیں۔ اسی طرح چھوٹے بچوں کو گھر میں نوکر رکھ لیتے ہیں لیکن جب وہ جوان ہو جاتے ہیں تو بیگم صاحبہ کہتی ہیں کہ اس سے کیا پردہ اس کو تو میں نے ہگایا مُتایا ہے۔

خوب سمجھ لیں کہ اس سے پردہ واجب ہے، بچپن کے احکام اور ہیں، جوانی کے احکام اور ہیں۔ ہگانے متانے سے کیا ہوتا ہے اپنے ہی بچہ کو بچپن میں ہگاتی متاتی ہو، نہلاتی ہو تو کیا جوان ہونے کے بعد ہگا مُتا سکتی ہو؟ بڑے ہونے کے بعد جب اپنی اولاد کے لیے احکام بدل گئے تو نوکر تو نامحرم ہے۔ اس سے پردہ نہ کرنا سخت گناہ ہے۔ اسی طرح آج کل ایک بیماری اور پھیل گئی ہے کہ میرا منہ بولا بھائی ہے، یہ میرا منہ بولا بیٹا ہے، منہ بولنے سے نہ کوئی بھائی ہو جاتا ہے نہ بیٹا ہو جاتا ہے ان سے پردہ ہے۔

۲) شوہر کے حقوق کا خیال رکھنا

عورتوں کے لیے اللہ کی ولیہ بنانے والا دوسرا خاص عمل شوہر کے حقوق کا خیال رکھنا ہے۔ اسی عمل کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ

قرب عظیم عطا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے شوہر کا بڑا حق رکھا ہے، اس کو عظمت اور بُزرگی دی ہے اور اس کو عورت پر حاکم بنایا ہے اس لیے شوہر کو خوش رکھنا بہت بڑی عبادت ہے اور اس کو ناراض کرنا بہت گناہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو عورت پانچوں وقت کی نماز پڑھتی رہے، رمضان کے مہینہ کے روزے رکھے اور اپنی آبرو کو بچائے رہے یعنی پاک دامن رہے اور اپنے شوہر کی تابعداری و فرماں برداری کرتی رہے تو اس کو اختیار ہے کہ جس دروازے سے چاہے جنت میں چلی جائے[۹] یعنی جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس دروازے سے اس کا جی چاہے جنت میں داخل ہو جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس عورت کی موت اس حالت میں آئے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہے تو وہ جنتی ہے[۱۰] اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کے لیے کہتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے[۱۱] لیکن چوں کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں اس لیے عورت کو بھی

۹ صحیح ابن حبان: ۹/۴۷۱، باب معاشر الزوجین، مؤسسة الرسالة
۱۰ سنن ابن ماجه: ۱/۲۴۸، باب حق الزوج علی المرأة، المکتبة الرحمانیة
۱۱ جامع الترمذی: ۱/۲۱۹، باب ما جاء فی حق الزوج علی المرأة، ایچ ایم سعید

جائز نہیں کہ شوہر کو سجدہ کرے) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے کام کے لیے بلائے تو فوراً اس کے پاس آئے حتیٰ کہ اگر چولہے پر کھانا پکانے میں مصروف ہے تب بھی چلی آئے[۱۲]۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شوہر کے بلانے پر اس کی بیوی اگر اس کے پاس نہ آئی اور اسی طرح غصہ میں اس نے رات گزاری تو تمام فرشتے صبح تک اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں[۱۳] اور اگر کوئی شرعی اور طبعی عذر ہے تو شوہر کو بتادے کہ مثلاً ایّام آرہے ہیں، یہ شرعی عذر ہے یا اگر بیمار ہے تو عذر کر دے، یہ طبعی عذر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں جب کوئی عورت اپنے شوہر کو ستاتی ہے تو جو حُور جنت میں اس کو ملنے والی ہے وہ کہتی ہے کہ تیرا ناس ہو اس کو مت ستا، یہ تو تیرے پاس چند دن کے لیے مہمان ہے، یہ تو تجھ کو چھوڑ کر ہمارے پاس چلا آئے گا[۱۴]۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین طرح

---

[۱۲] جامع الترمذی: ۱/۲۱۹، باب ما جاء فی حق الزوج علی المرأة، ایچ ایم سعید

[۱۳] صحیح ابن حبان: ۹/۴۸۰ (۴۱۷۲)، ذکر لعن المرأة اللتی لم تجب، مؤسسہ الرسالة

[۱۴] جامع الترمذی: ۱/۲۲۲ باب من ابوب الرضاع والطلاق، ایچ ایم سعید

آدمی ایسے ہیں جن کی نہ نماز قبول ہوتی ہے اور نہ کوئی نیکی، اُن میں سے ایک وہ عورت ہے جس کا شوہر اس سے ناخوش ہو۔[۱۵] کسی شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! سب سے اچھی عورت کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ عورت کہ اس کا شوہر جب اس کی طرف دیکھے تو خوش کر دے، وہ جب کچھ کہے تو اس کا کہنا مانے اور اپنی جان ومال میں کچھ اس کے خلاف نہ کرے[۱۶]۔ اور شوہر کا ایک حق یہ ہے کہ اس کے پاس ہوتے ہوئے بغیر اس کی اجازت کے نفل روزے نہ رکھے، نہ نفل نماز پڑھے اور ایک حق اس کا یہ ہے کہ شوہر کے سامنے میلی کچیلی اور صورت بگاڑ کے نہ رہے بلکہ بناؤ سنگھار سے رہا کرے اور شوہر کا ایک حق یہ ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر کہیں نہ جائے، نہ رشتہ داروں کے گھر نہ غیر کے گھر۔

مزید مشورہ

اس سلسلے میں میرے وعظ ''حقوقُ الرجال'' کا مطالعہ کر لیا جائے، ان شاء اللہ تعالیٰ مُفید ہو گا۔

[۱۵] شعب الایمان للبیہقی: ۱۶۹/۱۱، (۸۳۵۳)، باب حقوق الوالدین والاھلین، مکتبۃ الرشد، ریاض
[۱۶] سنن ابن ماجہ: ۲۴۹/۱، (۱۸۵۷)، باب حق الزوج علی المرأۃ، المکتبۃ الرحمانیۃ

۳) نگاہوں کی حفاظت کرنا

اس معاملہ میں آج کل عام غفلت ہے۔ بد نظری کو لوگ گناہ ہی نہیں سمجھتے حالاں کہ نگاہوں کی حفاظت کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں دیا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ[لے]

ترجمہ: اے نبی! آپ ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی بعض نگاہوں کی حفاظت کریں۔

یعنی نامحرم لڑکیوں اور عورتوں کو نہ دیکھیں۔ اسی طرح بے داڑھی مونچھ والے لڑکوں کو نہ دیکھیں یا اگر داڑھی مونچھ آ بھی گئی ہے لیکن ان کی طرف میلان ہوتا ہے تو ان کی طرف بھی دیکھنا حرام ہے، غرض اس کا معیار یہ ہے کہ جن شکلوں کی طرف دیکھنے سے نفس کو حرام مزہ آئے ایسی شکلوں کی طرف دیکھنا حرام ہے اور حفاظتِ نظر اتنی اہم چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں

لے النور:۳۰

عورتوں کو الگ حکم دیا **يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ** اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں جبکہ نماز روزہ اور دوسرے احکام میں عورتوں کو الگ سے حکم نہیں دیا گیا بلکہ مردوں کو حکم دیا گیا اور عورتیں تابع ہونے کی حیثیت سے ان احکام میں شامل ہیں۔

اور بخاری شریف کی حدیث ہے:

زِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ [۱۸]

ترجمہ: نظر بازی آنکھوں کا زنا ہے۔

نظر باز اور زناکار اللہ کی ولایت کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا جب تک کہ اس فعل سے سچی توبہ نہ کرے اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:

لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ [۱۹]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے بد نظری کرنے والے پر اور جو خود کو بد نظری کے لیے پیش کرے۔

---

۱۸ صحیح البخاری: ۲/۹۷۸، (۶۶۵۲)، باب قوله: وحرام على قرية اهلكناها، المكتبة المظهرية

۱۹ کنز العمال: ۷/۳۳۸، (۱۹۱۶۲)، فصل فی احکام الصلوٰة الخارجة، مؤسسة الرسالة

پس ناظر اور منظور دونوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی بد دُعا فرمائی ہے۔ بزرگوں کی بد دعا سے ڈرنے والے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا سے ڈریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقے ہی میں بزرگی ملتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی حسین پر نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹالو، ایک لمحہ کو اس پر نہ رُکنے دو۔ پس قرآنِ پاک کی مندرجہ بالا آیاتِ مبارکہ اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں بد نظری کرنے والے کو تین بُرے القاب ملتے ہیں:

۱)... اللہ ورسول کا نافرمان ۲).... آنکھوں کا زناکار

۳)... ملعون

اگر کسی کو ان القاب سے پکارا جائے تو کس قدر ناگوار ہو گا۔ لہٰذا اگر ان القاب سے بچنا ہے تو نگاہوں کی حفاظت ضروری ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب! لیانہ دیا صرف دیکھ ہی تو لیا، یہ مولوی لوگ بے کار میں ڈنڈا لے کر ہمیں دوڑاتے ہیں۔ ارے مولوی لوگ نہیں دوڑاتے، اللہ ورسول منع فرماتے ہیں، مولوی

مسئلہ نہیں بناتا مسئلہ بتاتا ہے جیسا کہ اوپر قرآن و حدیث پیش کی گئی ہے کیا یہ مولوی کی بات ہے؟ اور میں کہتا ہوں کہ نہ لیا نہ دیا صرف دیکھ لیا اگر اتنی معمولی بات ہے تو پھر کیوں دیکھتے ہو؟ نہ دیکھو! معلوم ہوا کہ دیکھ کر ضرور کچھ لیتے دیتے ہو جب ہی تو دیکھتے ہو اور وہ حرام لذّت ہے جو آنکھوں سے دل میں امپورٹ (import) ہوتی ہے اور جس سے دل کا ستیاناس ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے اتنی دُوری کسی گناہ سے نہیں ہوتی جتنی اس گناہ سے ہوتی ہے، دل کا قبلہ ہی بدل جاتا ہے۔ دل کا رُخ جو ۹۰ ڈگری اللہ تعالیٰ کی طرف تھا، بد نظری سے ۱۸۰ ڈگری کا انحراف ہوتا ہے اور گویا اللہ کی طرف پیٹھ اور اس حسین کی طرف مکمل رخ ہو گیا۔ اب اگر نماز بھی پڑھ رہا ہے تو وہ حسین سامنے ہے، تلاوت بھی کر رہا ہے تو وہ حسین سامنے ہے، تنہائی میں ہے تو اسی حسین کا دھیان ہے، بجائے اللہ تعالیٰ کے اب ہر وقت اس حسین کی یاد دل میں ہے۔ دل کی ایسی تباہی کسی اور

گناہ سے نہیں ہوتی مثلاً نماز قضا کر دی یا جھوٹ بول دیا یا کسی کو ستا دیا تو دل کا رخ مثلاً ۴۵ ڈگری اللہ تعالیٰ سے پھر گیا۔ پھر توبہ کر لی، اہلِ حق سے معافی مانگ لی اور دل کا رُخ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف صحیح ہو گیا لیکن بد نظری کا گناہ ایسا ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے بالکل غافل ہو جاتا ہے اور وہ حسین دل میں بس جاتا ہے بعض لوگوں کا خاتمہ بھی خراب ہو گیا۔

کنز العمال کی حدیث ہے، اللہ تعالیٰ حدیثِ قدسی میں ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ النَّظَرَ سَهْمٌ مِّنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ مَسْمُوْمٌ مَّنْ تَرَكَهَا مَخَافَتِيْ اَبْدَلْتُهٗ اِيْمَانًا يَّجِدُ حَلَاوَتَهٗ فِيْ قَلْبِهٖ [۲۰]

ترجمہ: نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے زہر میں بجھا ہوا، جس نے میرے خوف سے اس کو ترک کیا اس کے بدلے میں

---

[۲۰] کنزالعمال: ۵/۳۲۸، (۱۳۰۶۸)، الفرع فی مقدمات الزنا والخلوۃ بالاجنبیۃ، مؤسسۃ الرسالۃ / المستدرك للحاكم: ۴/۳۴۹ (۷۸۷۵)

اس کو ایسا ایمان دوں گا جس کی مٹھاس کو وہ اپنے دل میں پالے گا۔

یعنی وہ واجد ہوگا اور حلاوتِ ایمانی اس کے دل میں موجود ہوگی۔ یہ تصورات تخیلات اور وہمیات کی دنیا نہیں ہے وحی الٰہی ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ تم تصور کرلو کہ ایمان کی مٹھاس دل میں آگئی بلکہ **یَجِدُ** فرمایا کہ تم اپنے دل میں اس مٹھاس کو پاؤگے۔

دوستو! عمل کرکے دیکھیے دل میں ایسی مٹھاس پائے گا جس کے آگے ہفت اقلیم کی سلطنت نگاہوں سے گر جائے گی۔ علامہ ابو القاسم قشیریؒ رسالہ قشیریہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ نظر کی حفاظت کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کی مٹھاس لے لی لیکن اس کے بدلہ میں دل کی غیر فانی مٹھاس عطا فرمادی۔

اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَقَدْ وَرَدَ اَنَّ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ اِذَا دَخَلَتْ
قَلْبًا لَا تَخْرُجُ مِنْہُ اَبَدًا

ترجمہ: حلاوتِ ایمان جس قلب میں داخل ہوتی ہے پھر کبھی نہیں نکلتی۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

فَفِيْهِ إِشَارَةٌ إِلٰى بَشَارَةِ حُسْنِ الْخَاتِمَةِ[۲۱]

اور اس میں حُسنِ خاتمہ کی بشارت ہے کیوں کہ جب ایمان دل سے نکلے گا ہی نہیں تو خاتمہ ایمان ہی پر ہو گا۔ لہٰذا حفاظتِ نظر حُسنِ خاتمہ کی بھی ضمانت ہے۔ دوستو! آج کل یہ دولتِ حُسنِ خاتمہ بازاروں میں، ایئرپورٹوں پر، اسٹیشنوں پر تقسیم ہو رہی ہے۔ ان مقامات پر نگاہوں کو بچاؤ اور دل میں حلاوتِ ایمانی کا ذخیرہ کر لو اور حسنِ خاتمہ کی ضمانت لے لو، اسی لیے میں کہتا ہوں کہ آج کل اگر کثرتِ بے پردگی و عریانی ہے تو حلوۂ ایمانی کی بھی تو فراوانی ہے، نگاہیں بچاؤ اور حلوۂ ایمانی کھاؤ۔

---

۲۱ مرقاۃ المفاتیح: ۱/۴۷، کتاب الایمان، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

۴) قلب کی حفاظت کرنا

نظر کی حفاظت کے ساتھ دل کی بھی حفاظت ضروری ہے۔ بعض لوگ نگاہِ چشمی کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن نگاہِ قلبی کی حفاظت نہیں کرتے یعنی آنکھوں کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن دل کی نگاہ کی حفاظت نہیں کرتے اور دل میں حسین شکلوں کا خیال لا کر حرام مزہ لیتے ہیں، خوب سمجھ لیں کہ یہ بھی حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ[۲۲]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی چوریوں کو اور تمہارے دلوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے۔

تم دل میں جو حرام مزے اُڑاتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں۔

۲۲؎ الغافر:۱۹

چوریاں آنکھوں کی اور سینوں کے راز
جانتا ہے سب کو تو اے بے نیاز

ماضی کے گناہوں کے خیالات کا آنا بُرا نہیں، لانا بُرا ہے۔ اگر گندا خیال آجائے تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں لیکن خیال آنے کے بعد اس میں مشغول ہو جانا، یا پرانے گناہوں کو یاد کر کے اس سے مزہ لینا، یا آیندہ گناہوں کی اسکیمیں بنانا، یا حسینوں کا خیال دل میں لانا یہ سب حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے اور دل میں گندے خیالات پکانے کا ایک عظیم نقصان یہ بھی ہے کہ اس سے گناہ کے تقاضے اور شدید ہو جاتے ہیں جس سے اعضائے جسم کے گناہوں میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں اور ان تمام حرام کاموں سے بچائیں جن سے بچنے کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ تمام گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔

مذکورہ بالا اعمال پر توفیق کے لیے چار تسبیحات

مذکورہ بالا چار حرام کاموں سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل چار وظائف ہیں جن کے پڑھنے سے روح میں طاقت آئے گی اور جب روح طاقت ور ہو جائے گی تو گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا:

۱) ایک تسبیح یعنی (۱۰۰) بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھیں

مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَیْسَ لَھَا حِجَابٌ دُوْنَ اللّٰہِ[۲۳]

ترجمہ: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں اور اللہ تعالیٰ میں کوئی پردہ نہیں ہے۔

جب بندہ زمین پر یہ کلمہ پڑھتا ہے تو عرشِ اعظم پر اس کی لَآ اِلٰہَ پہنچتی ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ

۲۳؎ جامع الترمذی: ۱۹۱/۲، باب بعد بیان باب عقد التسبیح بالید، ایچ ایم سعید، ذکرہ بلفظ دون اللہ حجاب، مشکوٰۃ المصابیح: ۲۱/۲ (۲۳۱۳)، باب ثواب التسبیح و التحمید، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

جب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہیں تو ہلکا سا دھیان کریں کہ میری لَآ اِلٰهَ عرشِ اعظم تک پہنچ گئی اور جب اِلَّا اللّٰهُ کہیں تو ہلکا سا دھیان کریں کہ عرشِ اعظم سے ایک نور کے ستون کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا نور میرے دل میں داخل ہو رہا ہے، ہلکا سا دھیان کریں، دماغ پر زیادہ زور نہ ڈالیں۔ اندازہ سے آٹھ دس مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے کے بعد مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کہہ کر کلمہ کو پورا کر لیں۔

۲) ایک تسبیح یعنی (۱۰۰) بار اَللّٰه اَللّٰه پڑھیں

پہلے اللّٰه پر جَلَّ جَلَالُهٗ کہنا واجب ہے یعنی ایک مجلس میں جب اللہ کا نام آئے تو ایک بار جَلَّ جَلَالُهٗ کہنا واجب ہے، محبت سے اللہ کا نام لیں اور سوچیں کہ ایک زبان میرے منہ میں ہے ایک زبان میرے دل میں ہے اور دونوں سے ساتھ ساتھ اللہ کا نام نکل رہا ہے اور میرے بال بال سے اللہ کا نام نکل رہا

ہے ہلکا سا دھیان کافی ہے دماغ پر زیادہ زور نہ ڈالیں اور درمیان میں کبھی کبھی احقر کا یہ شعر پڑھیں تو اور لُطف آئے گا۔

اللہ اللہ کیسا پیارا نام ہے
عاشقوں کا مینا اور جام ہے

۳) ایک تسبیح یعنی (۱۰۰) بار استغفار کی پڑھیں

مثلاً:

رَّبِّ اغۡفِرۡ وَ ارۡحَمۡ وَ اَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰحِمِیۡنَ [۲۴]

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے گناہوں کو بخش دیجیے اور ہم پر رحم کیجیے کیوں کہ آپ سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

اور رحمت کی چار تفسیریں ہیں جو حضرت حکیم الاُمّت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائیں:

---

[۲۴] المؤمنون:۱۱۸

۱) توفیقِ طاعت

گناہوں کی نحوست کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور فرماں برداری کی توفیق چھن جاتی ہے تو بندہ اللہ سے معافی مانگ کر یہ رحمت طلب کر رہا ہے کہ ہمیں پھر سے عبادت اور اپنی فرماں برداری کی توفیق عطا فرما دیجیے جو ہماری نالائقیوں کی وجہ سے چھن گئی اور اب میں نے آپ سے اپنی خطاؤں کی معافی مانگ لی ہے لہٰذا پھر سے یہ توفیق جاری فرما دیجیے۔

۲) فراخیٔ معیشت

گناہوں کی وجہ سے ہماری روزی بھی تنگ ہو جاتی ہے تو بندہ معافی مانگ کر یہ مانگ رہا ہے کہ ہماری روزی کو کشادہ کر دیجیے اور اس میں برکت بھی عطا فرما دیجیے اور برکت کے معنیٰ ہیں کثیر النفع، کمیت تھوڑی ہو۔ لیکن نفع کثیر ہو۔

۳) بے حساب مغفرت

رحمت کی تیسری تفسیر ہے بے حساب مغفرت، اے اللہ! قیامت کے دن ہمارا حساب کتاب نہ لیجیے کیوں کہ آپ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: مَنْ نُوْقِشَ عُذِّبَ [۲۵] جس سے حساب لیا جائے گا یعنی جس سے دار و گیر و مناقشہ کیا جائے گا اس کو عذاب دیا جائے گا اس لیے اے اللہ! قیامت کے دن ہماری بے حساب مغفرت فرما دیجیے۔

۴) دخولِ جنّت

اور رحمت کی چوتھی تفسیر ہے جنت میں دخولِ اوّلین یعنی بندہ کی طرف سے یہ درخواست ہے کہ اے اللہ! میں نے آپ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لی اب قیامت کے دن مجھے

---

۲۵ صحیح البخاری: ۹۶۲/۱ (۶۵۷۵)، من نوقش الحساب عذب، المکتبة المظهریة

سزا نہ دیجیے بغیر سزا اور عذاب کے مجھے جنّت میں داخلۂ اولین نصیب فرما دیجیے۔

۴) دُرود شریف کی ایک تسبیح یعنی (۱۰۰) بار:

روزانہ سو بار درود شریف پڑھیں: صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ یہ مختصر درود شریف بھی حدیثِ پاک میں وارد ہے۔

اور درود شریف پڑھنے کا ایک دل نشین طریقہ میرے شیخِ اوّل حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح بتایا تھا کہ درود شریف پڑھتے ہوئے یہ سوچ کہ میں روضہ مبارک میں مواجہہ شریف کے سامنے کھڑا ہوں اور آسمان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت کی جو بے شمار بارش ہو رہی ہے اس کے کچھ چھینٹے مجھ پر بھی پڑ رہے ہیں۔

قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ پہلے استغفار پڑھیں یا درود

شریف؟ فرمایا کہ پہلے گندے اور میلے کپڑے دھوتے ہو یا عطر لگاتے ہو؟ لہٰذا پہلے روح کو گناہوں کی گندگیوں سے استغفار کے ذریعہ پاک کرلو پھر درود شریف کا عطر لگاؤ۔

مذکورہ بالا تسبیحات پابندی سے پڑھنے سے دل نور سے بھر جائے گا، روح میں طاقت آجائے گی اور گناہوں کی ظلمت سے وحشت ہونے لگے گی۔ یہی فرق ہے ذاکر اور غیر ذاکر میں کہ ذاکر سے اگر کبھی خطا ہو جاتی ہے تو اس کو فوراً ظلمت کا احساس ہو جاتا ہے، کیوں کہ وہ صاحبِ نور ہے، ظلمت آتے ہی تڑپ جاتا ہے اس لیے فوراً اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ کر اور گناہوں کی تلافی کر کے پھر نور کو اللہ تعالیٰ سے بحال کرالیتا ہے اور غیر ذاکر مثل اندھے کے ہے جس کو اندھیرے کا احساس ہی نہیں ہوتا۔

لہٰذا ان تسبیحات پر پابندی کے ساتھ عمل کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ روح میں نفس و شیطان سے مقابلہ کی زبردست

قوّت پیدا ہو جائے گی اور مذکورہ بالا حرام اعمال سے بچنا آسان ہو جائے گا اور ایک دن ایسا آئے گا کہ گناہ کرنے کی ہمت نہ ہو گی اور گناہوں سے حفاظت پر ہی اللہ تعالیٰ کی دوستی موقوف ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ [۲۶]

ترجمہ: یعنی میرا کوئی دوست نہیں ہے لیکن صرف وہ بندے جو گناہ نہیں کرتے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی دوستی کی بنیاد تقویٰ ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی ولایت کا سب سے اعلیٰ مقامِ صدیقیت، تقویٰ پر ہی موقوف ہے، جو جتنا بڑا متقی ہے اتنا ہی بڑا اللہ کا ولی ہے کیوں کہ گناہوں سے بچنے سے دل کو غم ہوتا ہے اور صبر کا تلخ گھونٹ پینا پڑتا ہے تو اسی غم پر اللہ تعالیٰ نے اپنی دوستی کا انعامِ عظیم فرمایا۔

۲۶؎ الانفال: ۳۴

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں، تقویٰ کامل نصیب فرمائیں اور بدونِ استحقاق محض اپنے کرم سے ہم سب کو ولایتِ صدیقیت کی منتہاتک پہنچادیں، آمین۔

آفتابت بر حدث ہامی زند
لُطفِ عَامِ تو نمی جوید سند

اے اللہ! آپ کا سورج نجاستوں پر پڑتا ہے تو ان کو بھی اپنے فیض سے محروم نہیں کرتا کیوں کہ آپ کا کرم قابلیت نہیں تلاش کرتا۔ پس آفتابِ کرم! اپنی ایک شعاعِ کرم اس نااہل پر بھی ڈال دیجیے اور جذب فرما کر اپنا بنا لیجیے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

دو مراقبے۔۔۔۔۔ محافظِ ولایت

دو مراقبے ایسے ہیں کہ جو ان کو کرے گا ان شاء اللہ تعالیٰ کبر کی بیماری سے محفوظ رہے گا کیوں کہ کبر کی بیماری اتنی خطرناک ہے کہ حدیثِ پاک میں ہے کہ جس کے دل میں رائی

کے برابر کبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اسی بیماری نے ابلیس کو مردود کیا جب اس نے کہا: اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡہُ میں حضرت آدم علیہ السلام سے بہتر ہوں خَلَقۡتَنِیۡ مِنۡ نَّارٍ وَّ خَلَقۡتَہٗ مِنۡ طِیۡنٍ [۲۷] مجھے آپ نے آگ سے پیدا کیا اور ان کو مٹی سے پیدا کیا اور آگ کا کرہ مٹی کے کرہ سے اوپر ہے۔ اس میں اس خبیث نے درِ پردہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض کیا کہ آپ افضل کو فاضل کے آگے جھکا رہے ہیں، پس جو ابلیس کے نقشِ قدم پر چلے گا یعنی جس کے دل میں تکبر ہو گا خطرہ ہے کہ بارگاہِ خداوندی سے مردود کر دیا جائے۔ اس لیے مندرجہ ذیل مراقبے مردودیت سے حفاظت کی ان شاء اللہ تعالیٰ ضمانت ہیں کیوں کہ ان کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ دل میں تکبر پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس یہ مراقبے اللہ تعالیٰ کی دوستی اور ولایت کے اعمال کے محافظ ہیں کیوں کہ جتنا نیکیاں کمانا ضروری ہے اتنا ہی ان کا بچانا ضروری ہے۔

---

۲۷ الاعراف:۱۲

اب کوئی کہے کہ مراقبہ کا کیا ثبوت ہے تو میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مراقبہ کی دلیل یہ حدیث ہے: رَاقِبِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ اللہ تعالیٰ کا دھیان کر تو اس کو اپنے سامنے پائے گا۔ صوفیائے کرام جو مراقبہ کراتے ہیں اس کا منشاء وہی ہے جو حدیثِ احسان میں بیان ہوا اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ[۲۸] اللہ کا ایسا دھیان پیدا ہو جائے کہ گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اور جس کو یہ کیفیت حاصل ہو گئی پھر وہ گناہ کیسے کرے گا اور جو گناہوں سے بچ جائے گا وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہو جائے گا کیوں کہ ولایت کی بنیاد تقویٰ ہے۔

كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى:

اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ[۲۹]

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا کوئی ولی نہیں ہے لیکن صرف متقی بندے۔

۲۸؎ صحیح البخاری: ۱/۱۲(۵۰) باب سؤال جبرائیل النبی عن الایمان والاسلام، المکتبۃ المظہریۃ

۲۹؎ الانفال: ۳۴

لیکن آج کل بعض جاہل صوفیا، اناڑی اور گمراہ قسم کے لوگ جو مراقبے کرارہے ہیں مثلاً گھنٹوں دھیان کرانا کہ روشنی کا نکتہ بڑھتے بڑھتے مختلف رنگوں میں تبدیل ہوگیا یا زمین سے ہواؤں میں اُڑ رہا ہوں یا زمین سے آسمان تک نور جب تک نہ نظر آئے دھیان کیے ہوئے ساکت بیٹھے رہو حتّٰی کہ لوگ ان جاہلانہ مراقبوں سے پاگل ہو رہے ہیں لہٰذا خوب سمجھ لیں کہ ایسے مراقبے ہرگز مطلوب نہیں۔ اسی لیے مراقبہ کا مقصد اوپر بیان کردیا کہ اللہ کا دھیان دل میں ایسا جم جائے کہ اللہ کی نافرمانی کے اعمال سے حفاظت رہے کیوں کہ نافرمانی کے اعمال سے بندہ اللہ تعالیٰ کی ولایت اور دوستی سے محروم ہوجاتا ہے۔

مراقبہ نمبر ۱) مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰه

سب سے پہلا مراقبہ یہ ہے کہ جب کوئی نیک عمل ہوجائے تو اس کو اپنا کمال نہ سمجھے، اللہ تعالیٰ کی عطا سمجھے اور یہ کوئی خیالی بات نہیں ہے حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ جب تم سے کوئی نیکی ہو جائے مثلاً اچھی تقریر ہو جائے، تحریر ہو جائے، حسینوں سے نگاہوں کو، قلب کو، قالب کو بچانے کی توفیق ہو جائے، اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی توفیق ہو جائے غرض کوئی حسنہ، کوئی نیکی، کوئی اچھا کام ہو جائے تو اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرمارہے ہیں اور کبر کا علاج نازل فرمارہے ہیں کہ اس کو اپنا کمال نہ سمجھنا فَمِنَ اللّٰهِ یہ اللہ کی عطا ہے، اس کا کرم ہے، اس کا فضل ہے۔ پیڑ کی جڑوں میں کھاد ہوتا ہے، اس کھاد سے اگر خوشبو دار پھول پیدا ہوتے ہیں تو کیا یہ کھاد کا کمال ہے؟ اگر کھاد کا کمال ہوتا تو پھول بدبودار پیدا ہوتا لیکن بدبودار کھاد سے خوشبودار پھول پیدا ہونا یہ اللہ تعالیٰ کی عطا اور ان کا کمال ہے۔ اسی طرح ہماری تخلیق مَآءٍ مَّهِيْنٍ [۳۰] سے ہوئی ہے، باپ کی منی اور ماں

---

[۳۰] المرسلات:۲۰

کے حیض کا گندا خون ہمارا مادہ تعمیر ہمارا (material) ہے لہٰذا گندے اعمال کا صدور ہونا ہماری فطرت سے مستبعد نہیں تھا لیکن اس گندے مادہ سے پاک اعمال صادر ہو رہے ہیں تو یہ فمن اللہ ہے، اللہ کی عطا، ان کا فضل، ان کی رحمت اور ان کا کمال ہے۔ اگر مٹی چمک رہی ہے تو یہ مٹی کا کمال نہیں، سورج کی شعاعوں کا کمال ہے۔ سورج اگر اپنی شعاعیں مٹی پر سے ہٹا لے تو مٹی بے نور ہو جائے گی۔ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ میں اللہ تعالیٰ نے تکبر و خود بینی کا علاج فرمایا کہ اپنی کسی نیکی کو اپنا ذاتی کمال نہ سمجھنا بلکہ یہ اللہ کی عطا ہے، اللہ کی توفیق ہے، اللہ کی مدد ہے جس طرح باپ بچہ کا ہاتھ پکڑ کر کاغذ پر کچھ لکھوا دیتا ہے پھر کہتا ہے کہ واہ میرے بیٹے! تم نے تو بہت اچھا لکھا ہے بس یہی حال ہماری نیکیوں کا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود توفیق دیتے ہیں پھر ان کو ہماری طرف منسوب فرما دیتے ہیں، میرا شعر ہے۔

کار فرما تو لطف ہے ان کا
ہم غلاموں کا نام ہوتا ہے

نیکیوں کی توفیق دینا بھی ان کا کرم ہے اور ان کو ہماری طرف منسوب فرمانا یہ کرم بالائے کرم ہے، میرے شیخ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جو ارشاد فرمایا:

جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا[۳۱]

ترجمہ: یہ بدلہ ملے گا جو کہ کافی انعام ہوگا آپ کے رب کی طرف سے

تو ہمارے محدود عمل کی جزاء غیر محدود کیسے ہو سکتی تھی پس یہ جزاء فرمانا بھی ان کی عطا ہے، معلوم ہوا کہ گناہوں سے بچنے کی، نیک اعمال کی، ان کی یاد کی جو توفیق ہو رہی ہے یہ سب ان کی عطا ہے، ان کا احسان ہے، ان کا کرم ہے، ہمارا کمال نہیں، ایک بزرگ فرماتے ہیں ؎

۳۱؎ النبأ:۳۶

محبت دونوں عالم میں یہی جاکر پکار آئی
جسے خود یار نے چاہا اسی کو یادِ یار آئی

اسی طرح ہم سے جو خطائیں اور گناہ ہوتے رہتے ہیں تو اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ [۳۲] اور تم سے جو برائی صادر ہو جائے وہ تمہارے نفس کی شرارت ہے، تمہارے نفس کی حرارت ہے، تمہارے نفس کی جسارت ہے، حماقت ہے، نجاست ہے، غلاظت ہے۔ اللہ تعالیٰ تو نیک اعمال کا حکم دیتے ہیں، بُرائی سے بچنے کا حکم دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف بُرائی کی نسبت کرنا کُفر ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: جو بُرائی تم سے صادر ہو اس کو اپنے نفس کی خطا سمجھو تاکہ اس پر نادم ہو کر ہم سے معافی مانگو۔ اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ میں معافی مانگنے کا حکم ہے لیکن ربّ کیوں فرمایا؟ اس لیے کہ پالنے

۳۲؎ النسآء: ۷۹

والے کو اپنی پالی ہوئی چیز سے محبت ہوتی ہے اور پالی ہوئی چیز کو اپنے پالنے والے سے محبت ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ چھوٹا بچہ اپنی ماں کے پیچھے پیچھے پھرتا ہے کیوں کہ جانتا ہے کہ ماں مجھے پال رہی ہے، جانور کو پال لو تو وہ بھی پیچھے پیچھے پھرتا ہے کیوں کہ جانتا ہے کہ اس نے مجھے پالا ہے، ربّ فرمانے میں دونوں محبتوں کا ثبوت ہے۔ رب فرما کر یہ بتا دیا کہ مجھ کو تو تم سے محبت ہے ہی مگر تم کو بھی مجھ سے محبت ہے۔ محبت دونوں جانب سے ہو جاتی ہے ؎

دونوں جانب سے اشارے ہو چکے
ہم تمہارے تم ہمارے ہو چکے

اللہ تعالیٰ مغفرت کی اُمید دلا رہے ہیں چوں کہ ہم کو تم سے محبت ہے، ہم سے معافی مانگو، ہم تمہیں معاف کر دیں گے۔ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا[۳۳] ہم بہت زیادہ بخشنے والے ہیں، ہم سے کیوں ناامید ہوتے ہو۔

۳۳؎ نوح:۱۰

پس ہر نیکی کو اللہ تعالیٰ کی عطا اور ہر بُرائی کو اپنے نفس کی خطا سمجھے۔ عطا پر شکر گزار اور خطا پر شرمسار رہے۔ جو عطا اور خطا کے درمیان رہے گا، تکبر سے محفوظ رہے گا اور جو تکبر سے محفوظ ہو گیا وہ ان شاء اللہ تعالیٰ مردود ہونے سے محفوظ رہے گا۔

مراقبہ نمبر ۲) خود کو سب سے کمتر سمجھنے کا مراقبہ

دوسرا مراقبہ ہے کہ اپنے کو سب سے کمتر سمجھو اور سب کو اپنے سے بہتر سمجھو جیسے حکیم الاُمّت مجدد الملّت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ فرماتے ہیں کہ میں تمام مسلمانوں سے کمتر ہوں فی الحال اور تمام کافروں اور جانوروں سے کمتر ہوں فی المآل۔ لہٰذا ہر شخص کو اپنے بارے میں یہ سمجھنا فرض ہے کہ ہر مسلمان فی الحال مجھ سے بہتر ہے یعنی موجودہ حالت میں ہر مسلمان مجھ سے بہتر ہے خواہ وہ کتنا ہی گناہ گار، شرابی، کبابی، زانی ہو، میں ہر مسلمان کو اپنے سے بہتر سمجھتا ہوں کیوں کہ ممکن ہے کہ باوجود گناہوں کے اس کا کوئی عمل اللہ کے یہاں

قبول ہو گیا ہو اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمادیں اور میرا کوئی عمل اللہ کے یہاں مبغوض ہو گیا ہو جس سے میری تمام نیکیوں پر پانی پھر جائے اور میری پکڑ ہو جائے بس یہ احتمال قائم کرلو، تکبر سے نجات کے لیے یہ احتمال قائم کرنا ہی کافی ہے، اپنے کمتر ہونے کا یقین ہونا فرض نہیں، احتمال ہی سے کام چل جائے گا۔

اور تمام کافروں اور جانوروں سے خود کو کمتر سمجھے فی المآل یعنی باعتبار انجام کے میں کافروں اور جانوروں سے کمتر ہوں کیوں کہ ابھی خاتمہ کا علم نہیں کہ میرا خاتمہ کیسا لکھا ہوا ہے۔ اگر کافر کا خاتمہ ایمان پر ہو گیا تو زندگی بھر کا کفر معاف ہو جائے گا اور وہ جنت میں جائے گا اور مجھے اپنے خاتمہ کا معلوم نہیں کہ کس حال پر ہو گا لہٰذا جب تک خاتمہ ایمان پر نہیں ہو جاتا میں کافر سے خود کو کیسے بہتر سمجھوں، لہٰذا جب تک ایمان پر خاتمہ نہیں ہو جاتا تمام کافروں سے میں کمتر ہوں اور جانوروں سے تو کوئی حساب کتاب نہیں لیا جائے گا لہٰذا جب تک خاتمہ ایمان پر

نہیں ہو جاتا تو میں جانوروں سے بھی کمتر ہوں۔ لہذ تکبر سے حفاظت کے لیے صبح وشام یہ جملہ کہہ لیا کریں کہ یا اللہ! میں تمام مسلمانوں سے کمتر ہوں فی الحال اور تمام کافروں اور جانوروں سے کمتر ہوں فی المآل۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

آنکھیں تو ذرا کھول

المارئ اسرار کے تالے کو ذرا کھول
ظاہر ہوا جاتا ہے ترے ڈھول کا سب پول
اے نطفۂ ناپاک تو آنکھیں تو ذرا کھول
زیبا نہیں دیتا ہے تکبر کا تجھے بول

اِصلاحِ نفس کا آسان ترین نسخہ

اَز افادات

عارف باللہ مُجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر
صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ارشاد فرمایا کہ جو مندرجہ ذیل باتوں پر عمل کرے گا ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے نفس کی مکمل اصلاح ہو جائے گی۔ اصلاحِ نفس کا یہ آسان ترین نسخہ ہے۔

۱) نواب قیصر صاحب جو حضرت حکیم الاُمّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں اُس مجلس میں موجود تھا جب عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حکیم الاُمّت سے سوال کیا کہ حضرت اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا کیا طریق ہے؟ تو حضرت حکیم الاُمّت نے ارشاد فرمایا کہ جنہوں نے اپنے دل میں اللہ کی محبت حاصل کرلی ہے۔ ان کے جوتوں میں پڑ جاؤ یعنی نفس کو مٹا

دو اور نفس کو مٹانے کی نیت ہی سے ان کے پاس جاؤ، جو وہ بتلائیں وہ کرو جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ، اسی کو مولانا رومی نے فرمایا ؎

قال را بگذار مردِ حال شو
پیشِ مَردِ کاملے پامال شو

یعنی قیل و قال کو چھوڑو، مردِ حال بنو اور کیسے بنو گے؟ کسی مرد کامل یعنی اللہ والے کے سامنے اپنے نفس کو پامال کر دو۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب نے مثنوی پڑھاتے ہوئے اس شعر کی شرح میں مجھ سے فرمایا تھا کہ مال مالیدن سے ہے، مالیدن معنیٰ ملنا اس لیے ملی ہوئی روٹی کو ملیدہ کہتے ہیں یعنی اپنے نفس کو ملیدہ بنوالو، پامال کر دو، اسی کو حکیم الاُمّت ؒ نے فرمایا کہ جوتوں میں پڑ جاؤ۔

ایک بار خواجہ صاحب نے پوچھا کہ کیا ذکر اللہ میں یہ تاثیر نہیں ہے کہ وہ ہمیں اللہ تک پہنچا دے پھر اہل اللہ کی صحبت کی شرط کیوں لگائی جاتی ہے؟ حضرت حکیم الاُمّت ؒ نے فرمایا کہ

کاٹ تو تلوار ہی کرتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ سپاہی کے ہاتھ میں ہو، اسی طرح اللہ تک ذکرُ اللہ ہی پہنچاتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ اہل اللہ کے مشورہ سے ہو۔

۲) ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے شیخ حضرت پھولپوریؒ کو لکھا تھا کہ مجھے آپ کی محبت بے انتہا محسوس ہوتی ہے تو میرے شیخ نے لکھا کہ محبّتِ شیخ تمام مقامات کی مفتاح یعنی اللہ کے راستے کے تمام مقاماتِ قرب کی کنجی ہے، کنجی جتنی اچھی ہوتی ہے اتنی ہی جلدی تالا کھلتا ہے اور کنجی جتنی گھسی پٹی دندانے گھسے ہوئے ہوں گے، تالا مشکل سے کھلے گا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت بقدر شیخ کی محبت کے عطا ہوتی ہے، جتنی زیادہ شیخ کی محبت ہوگی اتنی زیادہ اللہ کی محبت عطا ہوگی اور شیخ سے تعلّق اگر ڈھیلا ڈھالا ہوگا، اس کے دل میں اللہ کا تعلّق بھی ڈھیلا ڈھالا ہوگا تاریخ میں ایک مثال بھی نہیں ملتی کہ شیخ سے کسی کا تعلّق

ڈھیلا ڈھالا رہا ہو اور اس کو اللہ کی محبّت کا عظیم خزانہ مل گیا ہو۔

۴) اپنے کو سب سے کمتر سمجھ لو اور سب کو اپنے سے بہتر سمجھو

حکیم الاُمّت مجدد الملّت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ میں تمام مسلمانوں سے اپنے کو کمتر سمجھتا ہوں فی الحال اور کافروں اور جانوروں سے کمتر سمجھتا ہوں فی المآل یعنی انجام کے اعتبار سے، ہر مسلمان کو فی الحال یعنی موجودہ حالت میں خواہ گناہ کی حالت میں ہو اپنے سے بہتر سمجھتا ہوں کیوں کہ ممکن ہے کسی گناہ گار مسلمان کا، جاہل گنوار کا کوئی عمل قبول ہو گیا ہو اور قیامت کے دن اس کی معافی ہو جائے اور میرا کوئی عمل نامقبول ہو گیا ہو اور سارا علم و عمل بے کار ہو جائے اور فرمایا: کافروں اور جانوروں سے کمتر سمجھتا ہوں انجام کے اعتبار سے کیوں کہ معلوم نہیں میرا خاتمہ کیسا لکھا ہو۔ اگر خاتمہ خراب ہو گیا تو جانور بھی ہم سے بہتر ہیں کیوں کہ ان سے حساب

نہیں لیا جائے گا اور کافر کا بھی خاتمہ ایمان پر ہو گیا تو زندگی بھر کا کفر معاف اور جنّت میں جائے گا۔ لہٰذا اپنا حقیر ہونا کوئی ظنی، وہمی اور خیالی بات نہیں حقیقت ہے اور عقل کی بات ہے اور خود کو بہتر سمجھنا حماقت اور بے وقوفی ہے لہٰذا صبح وشام یہ جملہ کہہ لیا کرو کہ یااللہ! میں تمام مسلمانوں سے کمتر ہوں فی الحال اور کافروں اور جانوروں سے کمتر ہوں فی المآل۔ اس کی برکت سے ان شاء اللہ تکبر سے حفاظت رہے گی اور تکبر سے حفاظت مردودیت سے حفاظت کی ضمانت ہے۔

۴) جب نفس میں بد نظری کا تقاضا ہو یا کسی گناہ کو دل چاہے تو آئینہ میں اپنی صورت دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کیسی صورت عطا فرمائی ہے، اللہ والوں کی صورت دی ہے پھر غور کیا کرو کہ کیا یہ کرتوت اس صورت کو زیب دیتے ہیں اور نفس سے کہو کہ او کمینے ! خبیث! شرم نہیں آتی تو صُورت بایزید میں کار یزید کرنا چاہتا ہے۔ بایزید بسطامی کی

صورت میں کارِ شیطانی کرنا چاہتا ہے، تجھ پر ہزار ہا تُف ہو اور آئینہ دیکھ کر یہ مسنون دعا بھی پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ[۳۴]

اے اللہ! آپ نے جیسے میری صورت حسین بنائی،
میرے اخلاق بھی حسین کر دیجیے۔

۵) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ تم سے کوئی نیکی ہو جائے، کوئی اچھا کام ہو جائے، کوئی تصنیف و تالیف ہو جائے، اہل اللہ کی خدمت میں جانے کی توفیق ہو جائے، گناہوں سے بچنے کی توفیق ہو جائے غرض کوئی بھی حسنہ، کوئی بھی نیکی ہو جائے تو اس کو اپنا کمال نہ سمجھنا وہ اللہ کی عطا ہے۔ ببول کے درخت پر اگر پھول نکل آئے تو وہ ببول کا کمال نہیں ہے کیوں کہ ببول پر تو کانٹے ہی پیدا ہو سکتے تھے، اگر اس میں

۳۴؎ مسند احمد: ۴۵۶/۴۰ (۲۴۳۹۲)، مسند عائشہ بنت صدیق، مؤسسۃ الرسالۃ

سے پھول نکل رہا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، اسی طرح ہماری تخلیق **ماءٍ مھین** سے، باپ کی منی اور ماں کے حیض کے گندے پانی سے ہوئی ہے پس گندے اعمال کا صدور ہونا ہماری فطرت سے بعید نہیں تھا لیکن اگر نیک اعمال صادر ہو رہے ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، اللہ کی عطا ہے، ہمارا کمال نہیں۔ اگر مٹی چمک رہی ہے تو یہ مٹی کا کمال نہیں، سورج کی شعاعوں کا کمال ہے، اگر سورج ابھی اپنی شعاعیں ہٹالے تو مٹی بے نور ہے۔ پس اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تکبر و خود بینی کا علاج فرمایا ہے کہ اپنی کسی نیکی کو اپنا ذاتی کمال نہ سمجھنا، ہماری عطا ہے، ہماری توفیق ہے، ہماری مدد ہے، جیسے باپ بچہ کا ہاتھ پکڑ کر کاغذ پر لکھوا دیتا ہے پھر کہتا ہے کہ بیٹا تم نے تو بہت اچھا لکھا ہے، بس یہی حال ہماری نیکیوں کا ہے، خود توفیق دیتے ہیں پھر اس کو ہماری طرف منسوب کر کے قبول فرمالیتے ہیں، یہ کرم بالائے کرم ہے۔ میرے شیخ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ

نے جو ارشاد فرمایا جَزَآءً مِّن رَّبِّكَ عَطَاءً تو یہ جزا فرمانا بھی عطا ہے۔ پس جو نیکی ہو رہی ہے، ان کی یاد کی جو توفیق ہو رہی ہے یہ سب ان کی عطا ہے، ہمارا کمال نہیں ؎

محبت دونوں عالم میں یہی جا کر پکار آئی
جسے خود یار نے چاہا اسی کو یادِ یار آئی

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَیِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ کہ جو کچھ بُرائی تم کو پہنچتی ہے وہ اللہ کی طرف سے مت سمجھ لینا، اللہ تعالیٰ بُرائی کا حکم نہیں دیتے، بُرائی کی نسبت ان کی طرف کرنا کفر ہے، پس جو کچھ برائی تم کو پہنچتی ہے۔ وہ تمہارے نفس کی شرارت، حرارت، جسارت اور حماقت ہے، پس ہر اچھائی اللہ کی عطا ہے اور ہر برائی نفس کی خطا ہے، عطا پر شکر اور خطا پر استغفار کرتا رہے جو عطا اور خطا کے درمیان رہے گا اس کی بندگی کا زاویۂ قائمہ صحیح رہے گا اور مردودیت سے محفوظ رہے گا۔

۶) ہماری کوئی دینی خدمت، کوئی تقریر و تحریر، کوئی تصنیف و تالیف ہماری کوئی شانِ بندگی، اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کا حق ادا نہیں کرسکتی کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات لا محدود ہے اور ہم محدود ہیں، اللہ تعالیٰ کی عظمتیں لامتناہی غیر محدود ہیں، ہماری بندگی محدود ہے تو محدود غیر محدود کا حق کیسے ادا کرسکتا ہے؟ اسی لیے سرورِ عالم سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ[۳۵] اَیْ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ اے اللہ! آپ کی معرفت کا حق مجھ سے ادا نہیں ہوسکا۔ اے اللہ! آپ کی عبادت کا حق مجھ سے ادا نہیں ہوسکا۔ آہ پھر ہم کس گنتی میں ہیں، ہماری تقریر و تحریر ہماری تصنیف و تالیف کی کیا حقیقت ہے۔ اگر اپنی تصنیف و تالیف پر نظر جائے کہ میں نے بڑی کتابیں لکھ دیں تو ان آیات کا مراقبہ کرو، سب نشہ اُتر جائے گا۔

۳۵؎ المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۸۴/۲ (۱۷۵۱)، من غرائب حدیث جابر بن عبداللہ، مکتبۃ ابن تیمیۃ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ[۳۶] اگر ساری زمین کے درخت قلم بنا دیے جائیں اور اس سمندر کے ساتھ اس جیسے سات سمندر اور ملا کر ان کی روشنائی بنا دی جائے تو اللہ کے کلمات ، اس کی صفات، اس کی حمد و ثناء، اس کی خوبیاں، اس کی تعریف ختم نہیں ہو سکتی، سمندروں کی روشنائی اور دنیا بھر کے درختوں کے قلم ختم ہو جائیں گے۔ حضرت مولانا ادریس کاندھلویؒ نے اپنی تفسیر "معارف القرآن" میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات سمندر جو فرمایا تو یہ حصر کے لیے نہیں ہے بلکہ سمجھانے کے لیے ہے ورنہ سات سمندر کیا سات ہزار سمندر بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کو لکھنے کے لیے ناکافی ہیں۔

لہٰذا اپنی تصنیف و تالیف کو زیادہ اہمیت مت دو۔ اس حیثیت

---

۳۶ لقمان:۲۷

سے کہ اللہ کی عطا ہے اس کو وقعت سے دیکھو اور شکر کرو۔ لیکن اس حیثیت سے کہ میں نے یہ کام کیا، میں نے یہ مضمون لکھا، یہ قابلِ معافی قابلِ استغفار ہے کیوں کہ ان کی عطائے کامل، ان کی خوبیاں غیر محدود اور ہماری محنت محدود اور ناقص ہے، ناقص کو وہ قبول فرمالیں تو ان کا کرم ہے، وہ قبول فرمالیں تو ہم فقیروں کا کام بن جائے اس لیے یوں دعا کرو کہ اے اللہ! میری تقریر و تحریر، میری تصنیف و تالیف، میری کسی دینی خدمت سے آپ کی عظمتوں کا حق ادا نہیں ہو سکا اس لیے معاف فرما کر قبول فرمالیجیے۔

۷) چار اعمال ایسے ہیں کہ جو ان پر عمل کرے گا میرا پچھتر سال کا تجربہ ہے کہ پورے دین پر چلنا اس کو آسان ہو جائے گا اور ان شاء اللہ تعالیٰ ولی اللہ بن کر دنیا سے جائے گا۔

نمبر۱) ایک مٹھی داڑھی رکھ لو۔ چاروں اماموں کے نزدیک ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے، کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔ داڑھی منڈانا یا ایک مٹھی سے کم کترانا حرام ہے۔ بہشتی زیور: ج ۱۱، ص ۱۱۵ پر یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک صورت جیسی صورت بنالو، اللہ تعالیٰ کو پیار آئے گا کہ میرے پیارے کی صورت میں ہے اور قیامت کے دن کہہ سکو گے کہ ؎

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

نمبر ۲) دوسری بات یہ ہے کہ پاجامہ، شلوار، لنگی یعنی جو لباس بھی اوپر سے آرہا ہے ٹخنوں سے اونچا رکھنا، بُخاری شریف کی حدیث ہے کہ ٹخنہ کا جو حصہ ازار یعنی شلوار، پاجامہ، لنگی وغیرہ سے چھپے گا، جہنم میں جلے گا۔

نمبر ۳) تیسری بات: نظروں کی حفاظت ہے۔ اس زمانہ میں اللہ کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ بد نظری ہے کیوں کہ بے پردگی عام ہے اس لیے نظر کی حفاظت کرنے سے دل کو سخت تکلیف ہوتی ہے اس تکلیف کو جو اللہ کے لیے اٹھائے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل کو حلاوت سے بھر دے گا۔ اس عمل سے سیکنڈوں میں آدمی فرش سے عرش پر پہنچ جاتا ہے۔

نمبر۴) چوتھا عمل قلب کی حفاظت ہے۔ دل میں گندے خیالات نہ پکاؤ۔ حسینوں کا تصور نہ لاؤ، پرانے گناہوں کو یاد نہ کرو، بس یہ چار عمل کرلو۔ اللہ والے ہو جاؤ گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

قرآنِ پاک صحیح پڑھنے کا اہتمام

بار بار یہ عرض کر چکا ہوں کہ قرآن شریف کے حروف کی صحت کا اہتمام کیجیے۔ اپنے اپنے حلقوں میں کسی قاری صاحب سے قرآن شریف کے حروف درست کرلیجیے۔ بعض غلطیاں ایسی ہیں جو گناہِ کبیرہ ہیں۔ لحنِ جلی میں حروف بدل جاتے ہیں۔ اس لیے قرآن شریف صحیح پڑھنا بہت ضروری ہے حکیم الاُمّت تھانویؒ نے بڑے بڑے علماء کو تھانہ بھون میں نورانی قاعدہ پڑھوا کر پھر بیعت فرمایا۔ اتنا اہم معاملہ ہے۔ اس لیے عرض کرتا ہوں کہ اس کو معمولی بات مت سمجھیے۔ اگر کسی شاعر کا کلام کوئی غلط پڑھ دے تو اُسے کتنی ناراضی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو جیسے چاہو پڑھ دو؟ ذرا سوچنے کی بات ہے کہ

ان کے کلام کی عظمت کا کیا حق ہے، حکیم الاُمّتؒ فرماتے ہیں کہ روزانہ آپ آدھا گھنٹہ دے دیں، ان شاء اللہ تعالیٰ دو مہینہ میں قرآن شریف کے الفاظ درست ادا کرنے لگیں گے۔

رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا

اور نماز میں رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا واجب ہے، بعض لوگ رکوع کے بعد سیدھا ہوئے بغیر سجدہ میں چلے جاتے ہیں ایسی نماز نہیں ہوتی۔ بروایت، بخاری شریف فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ[۳۷] ایسی نمازوں کا دہرانا واجب ہے۔ لہٰذا رکوع کے بعد سیدھے کھڑے ہو جائیں پھر سجدہ میں جائیں۔

اذان واقامت کا مسنون طریقہ

دوسرے اذان اور اقامت سنّت کے مطابق سیکھنے کی کوشش کیجیے کوئی سکھانے والا نہ ہو تو ہمارے مؤذن صاحب سے آکر سیکھ لیجیے یا میر صاحب سے سیکھ لیجیے۔

[۳۷] صحیح البخاری: ۱/۱۰۵ (۷۶۲)، باب وجوب القراءة للامام، المکتبة المظهرية

اللہ کا ولی بنانے والے اعمال کون سے ہیں اس کا علم کم لوگوں کو ہوتا ہے۔ یہ علم علماء اور اہل اللہ کی صحبتوں ہی سے حاصل ہوتا ہے۔

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کتابچے ''ولی اللہ بنانے والے چار اعمال'' میں قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں وارد چار ایسے اعمال بیان فرمائے ہیں جن پر عمل کرنے سے ان شاء اللہ پورے دین پر عمل کرنے کی توفیق ہوجائے گی۔

ان اعمال پر استقامت حاصل کرنے کے لیے حضرت اقدس نے ذکر کی چار نہایت آسان تسبیحات کی نصیحت اور ایسے عظیم الشان فضائل بیان فرمائے ہیں جو عمل کرنے کی آتش شوق کو بھڑکاتے ہیں۔ حضرت اقدس نے اللہ تعالیٰ کا دھیان جمانے والے دو مراقبے بھی ذکر فرمائے ہیں جو گناہوں سے بچانے کا بہت مؤثر ذریعہ ہیں۔

اس کتابچے کا مطالعہ دنیا بھر کے ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کیوں کہ اس میں وارد تمام اعمال قرآن و حدیث سے اس طرح مستنبط اور مدلل ہیں جنہیں کسی طور پر ناقابل عمل کہہ کر رد نہیں کیا جاسکتا۔

AT033

کتب خانہ مظہری

گلشن اقبال ۲ کراچی، پوسٹ کوڈ ۷۵۳۰۰، فون: ۳۴۹۹۲۱۷۶